...ع و ضوابط: ۱۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ ۲۔ بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ ۳۔ کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں مسائل پیش کرنا۔ ۴۔ عوام کے افعال و اعمال اور انکے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صاحب مضمون	صفحہ
۱	نعت شریف	از قلم الحاج شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد بیکانیری	۳
۲	زرین درِ حکمت صوفیانہ اصول	حضرت مولینا شمس تبریز رحمۃ اللہ	۴
۳	مثنوی مولینا روم رحمۃ اللہ	ادارہ	۴
۴	نعت شریف	ادارہ	۵
۵	ترجمہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کابل سرہندی	حضرت مولینا الحاج صاحبزادہ حافظ پیر سید حسین صاحب	۶
۶	ارشادات خواجہ خواجگان	ادارہ	۷
۷	نعت شریف	از قلم حضرت شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد	۸
۸	تصوف ضرورت شیخ	از قلم جناب محمد اللہ دتا صاحب گنج باہی	۹
۹	سالانہ ختم شریف	از قلم جناب محمد شفیع صاحب خطیب لوہری	۱۲
۱۰	لطیفیات	از قلم محمد اللہ دتا صاحب گنج باہی	۱۳
۱۱	غزل	〃 〃 〃 〃 〃 〃	۱۴
۱۲	صوفیانہ اشعار	رومی رحمۃ اللہ علیہ	۱۵
۱۳	بہار	از قلم منشی مصطفےٰ صاحب میوری	۱۷
۱۴	ضرورت طریقت	از قلم غلام رسول صاحب قصوری	۲۱
۱۵	اخبار	ادارہ	[illegible]

نعت شریف

از حضرت مولانا الحاج شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد مرحوم بیکانیری

ایمن کا تماشا ہے تجلائے محمدؐ
موسیٰ نے بھی دیکھا رخِ زیبائے محمدؐ

بالا سے ہے بالا قدِ بالائے محمدؐ
لولاک لما خلقت زیبائے محمدؐ

آئینہ دل اپنا بنے مہر جہاں تاب!
پڑ جائے جو عکس رخِ زیبائے محمدؐ

میں سچا ہوں دعویٰ میں مرا دعویٰ ہے سچا
مل جائے خدا ہاں جسے مل جائے محمدؐ

کیا جادۂ توحید رسالت کا ہے رستہ
شیدائے خدا بن گیا شیدائے محمدؐ

کہدیجئے بے شبہ کہ یہ عرشِ خدا ہے
وہ منزل جس میں کہ آجائے محمدؐ

دل میں جو ہے ایمان تو ایمان میں ہے ایقان
ایقان میں رخشاں ہے تجلائے محمدؐ

باتوں کا تھا اعجاز کہ دل چھین لئے تھے
گھر کرتے تھے پتھر میں سخنہائے محمدؐ

ارشاد ہے کس لطف کا یعطیک فترضیٰ
فردا ہوگا کہاں شیدائے محمدؐ

موسیٰ نے جو دیکھا تھا سرِ طور وہ جلوہ
تھا شمع تجلی میں تجلائے محمدؐ

قربان ہوں اس رحمت باری کے پاس
وہ دیکھ شفاعت پہ اتر آئے محمدؐ

پوچھے گا سرِ حشر جو آزاد سے اللہ
کیا لایا ہے کہدیگا تولائے محمدؐ

زرّین و پُر حکمت صوفیانہ اقوال

(حضرت مولانا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ)

(از قلم گوہر ریز حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ بلند اقبال حافظ سید انور حسین صاحب شاہ جماعتی علی پوری مدظلہ العالی پیرزادہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر ملت علی پوری رحمۃ اللہ۔

(۲۳) دوسروں کے رزق کی کثرت سے اپنے آپ کو حسد کی آگ میں ہلاک نہ کر۔ یاد رکھ کہ حریص شیطان کی طرح مرحوم ہے۔

(۲۴) جو لوگ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں لیکن نفس کی پیروی کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ اپنے آپ کو بازنہ آتے ہیں۔ ان کو دوں سے بھی بدتر ہیں۔

(۲۵) فرمایا جب نفس امارہ مطیع اور مغلوب ہو گیا تو سمجھ لو کہ جیتے جی دنیا ہی میں شہادت اور اعزاز حاصل ہو گی۔ کیونکہ اس کا نفس کو مارنا ہی جہاد اکبر ہے۔

(۲۶) فرمایا سب مخلوق علم اور فائدہ کی متلاشی ہے۔ تو بھی علم نیک کی جستجو میں رہ نیک کام کرنا ہی مقصود ایجاد علم ہے۔ اس بات کو مغز سمجھ اور باقی سب کو پوست۔ اگر دین کا طالب ہے تو عبادت کر۔ اگر حق کی طلب ہے تو مردان خدا کی صحبت کر اور خدمت میں رہ۔

(۲۷) جس شخص نے شاخ کو پکڑا اسکے گرنے میں کیا کسر ہے۔ جو شخص جڑ یا درخت کو پکڑے گا سب شاخیں اُسکے قبضہ میں آجائیں گی۔

(۲۸) فرمایا پوشیدہ صدقہ اور اصلی خیرات یہ ہے کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو اور بہتر سے بہتر چیز دینے پر بھی افسوس رہے کہ کاش اس سے بہتر چیز دے سکتا۔

(۲۹) وہ معجزہ نہیں جس کو عقل قبول کرے۔ معجزہ کی تعریف یہ ہے کہ عقل اس کے سمجھنے سے عاجز ہو۔

(۳۰) لوگ کہتے ہیں کہ رفع حاجت کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام زبان سے نہ لو۔ بلکہ دل میں پڑھو لیکن ہم تو اس سے اس طرح واصل ہیں کہ دل اور زبان کی تمیز نہیں رکھتے۔ اسکو کسطرح جدا کیا جا سکتا ہے۔

(۳۱) جب تک باطل کو ترک نہ کرو گے حق تک رسائی نہ ہو گی۔

(۳۲) وہ عجب احمق ہے کہ مزدوری آج کرتا ہے۔ اُجرت کل پر اٹھا رکھتا ہے

(۳۳) فرمایا خدا قدیم ہے۔ مخلوق حادث ہے۔ پھر اس کا میل کسطرح ہو۔ جب تک جان کا تحفہ اسکی نذر نہ کرو گے۔ وہاں تک نہ پہنچ سکو گے۔ قدامت کی طرف توجہ کرو وہاں سے ایک چیز تجھکو ملیگی۔ اس کا نام عشق ہے۔ اسکے دام میں پھنس جا۔ وہ تجھے آخری اور اصلی منزل پر پہنچا دے گا۔

(۳۴) فرمایا صاحب [illegible] ہے کہ آپ صاحب [illegible] کی تلاش کرے

مثنوی مولینا روم رحمۃ اللہ

(۱۰) آتش عشق است کاندر نے فتاد ٭ جوشش عشق است کاندر مے فتاد

آگ عشق (محبت الٰہی) ہے جو عارف کامل کے دل میں لگ رہی۔ اور اس آتش محبت کی وجہ سے عارف کامل (نے) فریاد و نالہ کرتا ہے۔ اور اپنی ہستی کو فناہ و نیست کر رہا ہے۔ اور جوش عشق الٰہی ہے۔ جو اس مرد کامل عارف تمام کے دل میں ہے۔ وہ محبت ازلی اور عشق لم یزلی ہے۔ جو تمام ذرات اکوان میں ساری ہے۔ اور تمام ذریات تکونات میں طاری ہے

(۱۱) نے حریف ہر کہ از یارے برید ٭ پردہا اش پردہائے ما درید

نے عارف کامل اس شخص کے ساتھیا ری (اس کا معاون اور مددگار بن جاتا ہے) سے پیش آتا۔ جو اپنے یار یعنی اصل سے کٹ کر علیحدہ ہوتا ہے۔ تو عارف کامل کے نغمہ اور فریاد کے جوش سے وہ پردہ جو یار سے علیحدہ شخص اور اس میں حائل ہوں۔ انکو کاٹکر اس شخص کو اصل (خدا تعالیٰ) سے واصل کر دیتا ہے

(۱۲) ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید ٭ ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید

مرد کامل کا فراق اصل سے گریہ زاری کرنا (زہر) اور بوجہ اصل سے واصل ہونے کے تریاق کس نے حاصل کیا۔ یا عاشق (عارف کامل) کے باطنی سوز و گداز جو زہر فراق اور تریاق وصل دونوں کا کام کرتا ہے۔ پورے عارف کامل کسی کو میسر نہیں۔ عارف کامل خدا کے برگزیدہ اور مقبول بندے جن کے تمام اقوال ماتحت القائے ربانی ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں اس عارف کامل کا سا دمساز (نے میں پھونکنے والا) اور ہمراز اور اصل خود اصل کا مشتاق ہونا اور کسی کو نصیب ہو سکتا ہے۔

(۱۳) نے حدیث راہ پُرخون می کند ٭ قصہ ہائے عشق مجنوں می کند

نے (مرد کامل۔ عاشق صادق) حدیث و سخن پُرخون راہ عشق (الٰہی) کی کرتا ہے۔ اور مجنوں کے عشق کی کہانی یعنی ماسوا محبوب کی محبت تمام خیالات کو دل سے نکال دینے کا قصہ بیان کرتا ہے۔ (العشق نارٌ یحرق ماسوی اللہ)

(۱۴) محرم ایں ہوش جز بے ہوش نیست ٭ مر زبان را مشتری جز گوش نیست

محرم (رازدار) مرد کامل۔ مرد کامل (نے) کے فریاد اور نالہ کی سمجھنے اور فہم کرنے کی ہوش۔ صرف اسی شخص کو ہے۔ جو دنیا کے کاروبار۔ علائق دنیا سے خس و خاشاک فانی دنیا کی محبت کو ترک کر چکا ہے اور دنیا کے کاروبار سے بے ہوش اور خدا تعالیٰ کی محبت میں باہوش ہو۔ کیونکہ ایسے آدمی کے گوش

نعت شریف

سرور عالم مطاع انس و جان
رہبر عالم رحیم و مہربان

سید عالم حبیب کبریاء
مصلح اعظم امام الانبیاء

مصدر حسنات و محمود الصفات
مخزن خیرات و فخر کائنات

صاحب لولاک ختم المرسلین
رحمت عالم شفیع المجرمین

مہر و ماہ و انجم این چرخ منیر
از ضیائے نور پاکش مستنیر

جملہ عالم را منور ساختی
مومناں با نور خود بنواختی

خادمش محبوب رب ذو الجلال
دشمنش مردود رب ذو الجلال

سینہ ام سوزاں ز ہجرت یا رسول
دیدہ ام گریاں ز فرقت یا رسول

جملہ عالم پر ز مکر است و فریب
کنج عزلت می دہد صبر و شکیب

ہمرہاں رفتند و من حیراں شدم
یا نبی یاری کہ من بے جان شدم

دستگیری کن کہ من درماندہ ام
دوستاں رفتند و من پس ماندہ ام

در جہاں جز تو ندارم دستگیر
یا رسول اللہ مرا دستم بگیر

نام تو دافع غم و رنج و بلا
در زمین و آسماں روز جزا

مشفق و مونس رحیم و بردبار
راحتِ جانِ حزین و غمگسار

یاوریٔ عاجزاں بے مائگاں
چارۂ بے چارگاں افتادگاں

حامیٔ دلدادگاں دل رفتگاں!!
اے معین و یاور دل خستگاں

شہ جماعت را غلام کمترین
ہست این کرم الٰہی دل حزیں

نام پاکش تا ابد تابندہ باد
فضل حق بر مرقدش پائندہ باد

مہر و ماہ تا بر فلک تابندہ اند
انجم و سیارگاں گردندہ اند

تا گل خنداں تزئینِ گلشن است
نغمہ سنجے بلبلے در گلشن است

دودمانش تا ابد پائندہ باد
تا ابد تابندہ و فرخندہ باد

ہاں رہا کن از فریب زندگی
مردماں لبس عادت در زندگی

دوستاں را سینہ چاکاں ساختی
دشمناں را تو بجاں بنواختی

طالباں را نور ایماں دادۂ
عاشقاں را نور ایقاں دادۂ

فضل تو بر جملہ عالم دائما
ربنا ارحم علینا دائما

رحم بر کرم الٰہی دل حزیں
بہر حسنین و امام المرسلین!

ZAKAR

ترجمہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کابلی سرہندی نور اللہ مرقدہ

از قلم گوہر ریز عالی جناب فیض مآب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ حافظ پیر سید اختر حسین صاحب نبیرہ اعلیٰ حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دفتر دوئم مکتوب ۵۱:۔

یہ وہ مکتوب گرامی ہے۔ جو اعلیٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے خواجہ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ کو ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔) برادرم محمد صدیق کو واضح ہو۔ کہ حق تعالیٰ کی کلام کبھی رو برو بلا واسطہ بندے کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس قسم کی کلام انبیاء علیہ السلام میں سے بعض افراد کے لئے ثابت ہے۔ اور کبھی انبیاء علیہ السلام کے کامل تابعداروں کے لئے بھی ہوتی ہے۔ جو وراثت و تبعیت کے طور پر ان کے کمالات سے مشرف ہوتے ہیں جب اس قسم کی کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بکثرت ہو۔ تو ایسے شخص کو محدث کہتے ہیں۔ جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ کلام الہام اور القاء روحانی اور اس کلام سے جو فرشتے کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس سے الگ ہوتی ہے۔ اس قسم کی کلام کے ساتھ انسان کامل مخاطب ہوتا ہے۔ جو عالم امر و عالم خلق اور نفس خیال کا جامع ہو۔

وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

اللہ تعالیٰ جس کو چاہے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

روبرو کلام کرنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ کلام کرنے والا سننے والے کو دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ سننے والے کی آنکھیں کمزور اور ضعیف ہوں۔ جو متکلم کے انوار کی چمک برداشت نہ کر سکتی ہوں جیسے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سوال کے جواب میں جو رویت کی بابت آپ سے کیا گیا فرمایا کہ۔ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہٗ۔ وہ نور ہے۔ میں اس کو کیسے دیکھ سکوں۔ کیونکہ اس کے روبرو ہونے کے وقت تمام شہودی پردے دور ہو جاتے ہیں۔ نہ کہ وجودی۔ فافہم۔ یہ معرفت شریفہ اسی قسم کی ہے۔ کہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مکتوب ۵۲:۔ دفتر دوئم

یہ مکتوب گرامی (اولیاء اللہ) گروہ بلند کی محبت کی ترغیب میں خواجہ ہدی علی کشمیری کی طرف صادر فرمایا۔

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔)

آپ کا صحیفہ شریفہ جو کمال محبت و اخلاص سے صادر فرمایا تھا۔ معہ ہدیوں اور تحفوں کے پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس گروہ (اولیاء اللہ) کی محبت پر استقامت عطا فرما دے۔ اور قیامت کو انہی کے ساتھ اٹھائے۔ یہ وہ قوم جن کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوتا اور ان کا انیس اور جلیس محروم نہیں ہوتا۔ ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ۔ (یہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ایسے ہمنشین ہیں۔ کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔) یہ وہ لوگ ہیں۔ جس نے ان کو پہچانا اس نے اللہ تعالیٰ کو پا لیا۔ ان (پاک دل برگزیدگان خدا) کی نظر دوا ہے۔ اور ان کی کلام شفاء اور ان کی صحبت سراپا نور و ضیا ہے۔ یہ وہ لوگ جس نے ان کے ظاہر کو دیکھا وہ ناامید ہوا۔ اور جس نے ان کے باطن کو دیکھا بزرگ ہو گیا۔

کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ اے مولیٰ کریم یہ کیا ہے۔ جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے۔ کہ جس نے ان کو پہچانا اس نے تجھے پا لیا اور جب تک تجھے نہ پایا ان کو نہ پہچانا۔ یعنے ان کا پہچاننا اور تیرا پانا ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں ہے۔ تقدم ذاتی ایک اعتبار سے شناخت کو ہے (اور ایک اعتبار سے یافت پانے کو) اور کہنے والے کے نزدیک مختار اس طرف کی تقدیم ہے۔ کیونکہ وہ مبدأ ہے اور انہی کی طرف سے بدریت بہتر اور مناسب

السلام علیکم و علیٰ من لدیکم

ارشاداتِ خواجۂ خواجگان

مشکل کشائے بلا گرداں حضرت شہنشاہ نقشبند بخاری قدس سرہ العزیز

۱:- فرمایا کہ وقوف عددی اور وقوف قلبی میں باختیار آنکھیں بند نہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ سبب اطلاع خلق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ فرمایا۔ ابا العنق ارفع عنقک۔

۲:- ذکر اس طرح کرنا چاہیئے۔ کہ اہل مجلس میں کوئی معلوم نہ کرے۔

۳:- فرمایا حقیقت اخلاص بعد فنا حاصل ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں ہوتی۔

۴:- فرمایا ذکر رفع غفلت کا نام ہے۔ جس وقت غفلت رفع ہو گئی۔ تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو۔ کہ رعایت وقوف قلب ہر حال میں چاہیئے یعنے کھانے میں۔ بات کرنے میں۔ سننے میں۔ چلنے میں۔ خریدنے میں۔ فروخت کرنے میں۔ عبادت میں۔ نماز میں۔ قرآن شریف پڑھنے میں۔ لکھنے میں۔ پڑھانے میں۔ وعظ فرمانے میں۔ ایک لمحہ غافل نہ ہو۔ کہ مقصود حاصل ہو۔ تو سہ

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی۔
شاید کہ نگاہے کنی آگاہ نباشی۔

(ترجمہ) اس نورانی چاند کی ضیاء سے آنکھ کے ایک بار جھپکنے کے برابر بھی غافل نہ ہونا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ نگاہ کرے۔ اور تم اس سے آگاہ نہ ہو۔

(۵) فرمایا۔ بزرگوں کا مقولہ ہے۔ کہ اگر بقدر پلک جھپکانے کے اللہ تعالےٰ سے غافل ہوگا تو باقی طول عمر اس کا تدارک نہ کر سکیگا۔ باطن کا نگاہ رکھنا نہایت مشکل کام ہے۔ لیکن بعنایت حق سبحانہٗ تعالیٰ و تربیت خاصان حق جلد میسر ہو جاتا ہے۔ تو سہ

بے عنایات حق و خاصانِ حق ❊ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

(ترجمہ) خدا اور مقبول بندگان کی عنایت کے بغیر فرشتوں کا نامہ اعمال بھی سیاہ ہی رکھتا)

(۶) فرمایا۔ دوستان خدا کی صحبت میں۔ کہ ہم سبق ہوں اور ایک دوسرے کے منکر نہ ہوں۔ اور شرائط صحبت بجا لائیں جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ (یعنے ...

(۷) فرمایا۔ کامل مکمل کے ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے۔ کہ ریاضت کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

(۸) فرمایا۔ ارباب ارشاد تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) کامل۔ ۲۔ کامل مکمل ۳۔ مقلد۔ کامل مکمل۔ نورانی و نور بخش ہے۔ کامل نورانی ہے مگر نور بخش نہیں۔ ۳۔ مقلد وہ جو بحکم شیخ کام کرے۔

(۹) فرمایا کہ سالکان طریقت دو نوع کے ہوتے ہیں۔

(اوّل) ایک وہ جو ریاضت۔ محنت اور مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور ان سے ثمرات پاتے ہیں۔ اور مقصود کو پہنچتے ہیں۔

(دوئم) وہ جو فضلی ہیں۔ کہ سوائے تفضل خدا کچھ نہیں جانتے اور توفیق طاعت و ریاضت بھی فضل سے جانتے ہیں۔ یہ طائفہ جلد مقصود کو پہنچتا ہے۔ الحقیقۃ ترکیہ ملاحظۃ العمل لا ترک العمل شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ کہ عمل رہا مکن۔ لیکن گراں بہا مکن۔

(۱۰) جو شخص صبح شام ذکر میں مشغول رہے وہ غافلوں سے نہیں ہے بلکہ ذاکروں سے ہوتا ہے۔ بحکم آیت شریف۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ۔

بعض مفسروں کا قول ہے۔ کہ غدو و اصال سے مراد مدت ذکر ہے۔ دوسری آیت۔ اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یعنے اپنے رب کو مسکنت اور آہستگی سے یاد کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ بلند آواز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

(۱۱) فرمایا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ صحابہ رضی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہمراہ تھے جب بلندی پر چڑھنے لگے تو زور سے تکبیر و تہلیل بلند کی۔ تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔ کہ اے لوگو اپنے نفسوں پر نرمی کرو۔ کہ تحقیق تم غائب اور بہرے کو نہیں پکارتے ہو۔ بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکارتے ہو۔

کہ ذکر خفیہ افضل و اولیٰ ہے۔

(۱۳) فرمایا مجھکو مقام شیخ جنید و شیخ شبلی و شیخ منصور صلاح اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم کی سیر ہوئی۔ اور جہاں تک وہ پہنچے اور میں بھی پہنچا۔ حتیٰ کہ بارگاہِ عالی شان تک پہنچا۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور میں نے بہ تعظیم سر آستان عزت پور رکھا اور راہ ادب اختیار کی۔ مجھ کو وہاں کی سیر کرائی۔

(۱۴) فرمایا۔ اگرچہ نماز روزہ ریاضت اور مجاہدہ سے آدمی واصل ہو جاتا ہے لیکن نفی۔ و ترک اختیارہ دید قصور اعمال اقرب طریق ہے۔

(۱۵) فرمایا۔ فقر کی دو قسمیں ہیں۔
ایک اختیاری۔ ایک اضطراری۔ فرمایا ثانی اول سے بہتر ہے۔ کہ وہ باختیار حق ہے۔

بقیہ صفحہ ۔ مثنوی مولانا روم

(۱۵) گر نبودی ... نے را اثر ٭ نے جہاں را پُر نکردے از شکر

اگر مرد کامل۔ عارف تام کے نالہ و فریاد۔ سخنہائے عشق و محبت کا پھل نہ ہوتا۔ تو عارف کامل کی تاثیر فریاد سے لوگوں سامعین کے دلوں میں عشق و محبت کی شیرینی ہی پیدا نہ ہوتی۔ نہ ہی عشق کی قند و شیرینی سے ان کے دل پُر کئے جاتے ہیں۔ یہ ان مردان کامل کے تاثیر فریاد و نالہ ہے۔ کہ جہاں ان کی محبت کے نالوں پر از محبت ہے

(۱۶) در غم ما روزہا بیگاہ شد ٭ روزہا با سوزہا ہمراہ شد۔

میری ایام زندگی بوجہ محبت عشق یا بوجہ حادثات فرقت کے تمام ہو گئے۔ اور عشق و محبت کے سوزہا اور ندامت کے ہمراہ دن گذر گئے۔

(۱۷) روزہا گر رفت گو رو باک نیست ٭ تو بمان اے آنکہ چوں تو پاک نیست

اگر عمر گرانمایہ کے ایام گذر گئے تو پرواہ نہیں کوئی خوف نہیں۔ مگر اے عشق محبوب ازلی تو تو مجھ سے علیحدہ نہ ہو۔ تو میرے ساتھ ہی رہو۔ کیونکہ تجھ سے ملکر کوئی اور شے کا باک نہیں ہے۔

نعت شریف

(از حضرت حاجی شیخ محمد ابراہیم صاحب آزادؔ مرحوم بیکانیری خلیفہ اعلیٰ حضرت امیر ملت رحمۃ...)

رشکِ فردوس وہ مدینہ ہے ٭ جس میں مرنا ہمیشہ جینا ہے
جس کے دل میں وہ جلوہ افگن ہوں ٭ اسکا سینہ بھی طورِ سینا ہے
جینا فرقت میں وصل میں مرنا ٭ جینا مرنا ہے مرنا جینا ہے
شہ کے معراج کی ہے وہ رفعت ٭ نہ فلک جس کا ایک زینہ ہے
صاف سینہ حضورِ اقدس کا ٭ حق کے اسرار کا خزینہ ہے
مر کے دیکھیں گے شہ کو مرقد میں ٭ ایسا مرنا ہزار جینا ہے
جس میں اللہ اور محمد ہوں ٭ دل وہ کعبہ ہے اور مدینہ ہے
ہر حلقہ ہے شیخ کا جلوہ ٭ ہر خاتم پر ایک نگینہ ہے
مرنا جینا نہیں ہے اک آزاد ٭ مرنا مرنا ہے جینا جینا ہے

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ پ ۱۳ ع "۔ اور (یعقوب علیہ السلام نے) کہا اے میرے بیٹو! (مصر میں) ایک ایک دروازے سے نہ داخل ہونا اور جدا جدا دروازوں سے اندر جانا (تاکہ نظر بد سے محفوظ رہو) اور میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا۔ (جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹالا نہیں جا سکتا) حکم تو سب اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور بھروسہ کرنیوالوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اور جب وہ داخل ہوئے جہاں سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا۔ وہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا۔ ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کر لی۔ اور بے شک وہ صاحب علم ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے" (جو اللہ تعالےٰ اپنے اصفیاء سے)۔

وجہ استدلال حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ السلام پہلے تو اپنے (گیارہ) بیٹوں سے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب مصر شہر میں داخل ہونے لگو۔ تو ایک دروازے سے اکٹھے داخل نہ ہونا۔ بلکہ جدا جدا دروازوں سے اندر جانا۔ یہاں مفسرین لکھتے ہیں کہ ایسا اس لئے فرمایا تاکہ وہ نظر بد سے محفوظ رہیں۔ اور اس کے سوا اس کا کچھ اور مطلب ہو بھی کیا سکتا ہے۔ کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا ہے "کہ نظر حق ہے"۔ اور ساتھ ہی حضرت یعقوب علیہ السلام یہ بھی فرماتے ہیں کہ ایسا کہنے سے میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں سکتا کیونکہ جو مقدر ہے وہ تدبیر سے ٹالا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ حکم سب اللہ کا ہی ہے۔ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور سب بھروسہ کرنیوالوں کو اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے"۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ بھی اس کی تصدیق فرما رہے ہیں۔ کہ (حضرت یعقوب علیہ السلام نے) جو ایک دروازے سے داخل نہ ہونے کا اور جدا جدا دروازوں سے اندرون شہر جانے کا اپنے بیٹوں کو حکم فرمایا۔ جس کی تعمیل انہوں نے کی وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی خواہش تھی جو پوری کر لی وہ اس کے ذریعہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا۔ نہ تو یعقوب علیہ السلام نے باوجود اس علم کے کہ وہ ان کو اللہ سے بچا نہیں سکتے۔ تدبیر سے ہاتھ اٹھایا۔ اور نہ اللہ تعالےٰ ان کی اس تدبیر کو غلط قرار دیکر اسے شرک قرار دیا۔ بلکہ کیا تو یہ کیا کہ اس تدبیر کو ان کا علم قلبی (مشاہدہ و مکاشفہ) قرار دیکر فرمایا کہ بے شک وہ صاحب علم ہے اور یہ علم ہم نے ہی ان کو سکھایا ہے۔ اور اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ گویا قیامت تک آنے والے مشرک گر گروہوں پر حجت قائم کر دی ہے کہ اسباب و علل اور وسائل کا قائل ہونا اور تکمیل امور کی نسبتیں مجازاً وسائل و اسباب کی طرف کرنا صحیح۔ درست اور جائز ہے۔ شرک نہیں بلکہ یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ ان کا یہ علم (احتیاط پر عمل کرنا) بھی ہمارا ہی علم ہے۔ کہ ہم نے ہی ان کو سکھایا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آفتوں اور مصیبتوں سے بچنے کے لئے دفع کی تدبیریں اور مناسب احتیاطیں انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہیں۔ اسی لئے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبر باواز بلند۔ با توکل زانوئے اشتر بہ بند۔ مولانا جو فرماتے ہیں کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ کر توکل کرد۔

فرمایا۔ کہ اونٹ کہاں گیا۔ عرض کیا کہ توکلاً علی اللہ ایسے ہی بیٹھا کر حاضر ہوا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ جا پہلے اس کو گھٹنا باندھ اور پھر اللہ پر توکل کر۔ یعنی آپ نے ظاہر فرمایا۔ کہ اسباب ظاہری کا اختیار کرنا خلافِ توکل نہیں۔ آدمی کو چاہیئے کہ ظاہری اسباب کی رعایت کرے اور پھر توکل اللہ پر کرے کہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اور خود اللہ تعالےٰ مسبب الاسباب۔ ہاں سبب پر بھروسہ کر کے مسبب حقیقی کو نہ بھول جائے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے تمام امور دنیا کے سرانجام کرنے کے اسباب مہیا فرما رکھے ہیں۔ اسی طرح امر رشد و ہدایت کی تکمیل کے لئے بھی مرشد اور ہادی بھیج رکھے ہیں۔ قرآن کریم سے شہادت ملتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر یہ مرشد اور ہادی۔ نبی و رسول اور اولوالعزم رُسل کے ماتحت امتی نبی یا غیر تشریعی نبی کہلاتے تھے۔ لیکن حضور کے بعد آپ نے خود ان آنے والے مرشدوں اور ہادیوں کا نام نبی رکھنا یا ان کا نبی کہلانا بند فرمایا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں آتا ہے فرمایا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ جو کسی غلط کار نے "نہ نیا نہ پرانا" کی دُم ترجمہ میں لگا کر غلط ذہنیت کا اظہار کیا ہے۔ اور اپنے لئے حدیث میں آمدہ "مسیح موعود" بننے کی گنجائش نکالی ہے۔ سراسر بیہودہ اور غلط کیا ہے۔ حضور صلعم سے پہلے نئے یا پرانے نبی کا تذکرہ نہیں تھا۔ جس کی نفی آپ نے لَا نَبِیَّ سے فرمائی۔ فقط آپ سے پہلے اولوالعزم انبیاء و رسل (تشریعی) کے ماتحت۔ امتی۔ ظلی۔ بروزی (غیر تشریعی) انبیاء کا وجود قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے لَا نَبِیَّ میں حضور نے ان ہی کی نفی فرمائی ہے۔ جس پر کتاب و سنت سے بیشمار دلائل و شہادتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جن کا یہ مضمون متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہاں آپ نے ان آنے والے مرشدوں اور ہادیوں کو اپنے خلیفے اور نائب کہا ہے۔ جن کو عرف عام میں اولیائے عظام و صوفیائے کرام کہا جاتا ہے۔ اور قیامت تک کوئی وقت بھی ان کے مبارک وجود سے خالی نہیں ہوگا۔ راہ حق (صراط مستقیم) پر چلنے والے ان ہی کی خدمتوں اور صحبتوں میں رہ کر مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اور جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قیامت اس وقت آئے گی۔ جب دنیا میں کوئی بھی اللہ۔ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ وسیلہ اور ضرورت شیخ کا انکار خدائے تعالیٰ کی اتنی بڑی قدرت کاملہ کا انکار ہے۔ جس کے ذریعے سے ہی کارخانہ عالم چل رہا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی رح فرماتے ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند ؛ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ایں ہمہ بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار ؛ شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

بادل۔ ہوا۔ چاند۔ اور سورج سب کے سب کام پر لگے ہیں۔ تیری روٹی کا سبب بن رہے ہیں۔ تاکہ تجھے روٹی میسر ہو۔ اور اسے غفلت سے نہ کھائے۔ یعنی ذات پاک قادر کریم نے اپنی اس پیدا کردہ کائنات کو تیری روٹی بہم پہنچانے کا سبب بنا رکھا ہے۔ اس کی یاد اور ذکر سے دم بھر کے لئے بھی غافل نہ ہو۔ کیونکہ یہ کارکنانِ قدرت تو تیری خاطر اللہ تعالےٰ کے حکموں کی تعمیل اور فرمانبرداری کر کے تیری روزی کا سامان مہیا کر رہے ہیں۔ اب تو اگر اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرے اور غفلت میں پڑا رہے تو یہ شرطِ انصاف نہ ہوگی۔ ناشکری اور کفرانِ نعمت ہوگی۔

(رباعی)

جز یادِ حق ہرچہ کنی عمر ضائع است ؛ جز درسِ عشق ہرچہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق ؛ علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است

حضرت شیخ سعدی رح فرماتے ہیں کہ یاد خدا اور ذکر اللہ کے سوا جو کچھ تو کر رہا ہے۔ عمر ضائع کرتا ہے۔ اور درس عشق (حصول محبوب کے ذکر اذکار اور علم اسرار الٰہیہ) کے سوا جو کچھ تو پڑھتا ہے۔ باطل اور جھوٹ اور غیر حق ہے۔ اے سعدی اللہ اللہ کا بکثرت ذکر کر کے اس اسم اعظم مبارک و مقدس کے نقش سے اپنے لوح دل (دل کی تختی) کو منقش کرے۔ حتیٰ کہ دل میں کوئی نقش غیر حق سوا اللہ کے نہ رہے۔ ... کردہ علم جو حق کی طرف رہنمائی نہیں کرتا اور غیر حق سے چھڑا کر محبوب حقیقی تک نہیں پہنچا[illegible]

[illegible] ذکر اللہ ذکرًا کثیرًا ۲۲ ... ذکر کرو اللہ کا ذکر کثیر (بہت بہت) ... [illegible]

بزرگ و مقدس ہستیوں سے پوچھئے۔ جو اپنے اپنے زمانہ میں کا انبیاء کے مصداق رہے ہیں۔ اور وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ پ۲۹ ع۱۳ (اور اپنے رب کا نام (اللہ) یاد کرتے رہو اپنے پیارے محبوب) اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو) کے مخاطب کے صحیح معنوں میں وارث ہیں۔ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کے مصداق ان رموز ذکر کثیر سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں۔ تبتل کے معنی ہیں انقطاع تعلقات یہ تبتل کی صفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک دل ماسوا اللہ (تعلقات) کی طرف سے نہ ہٹے۔ اور دل ماسوا اللہ کی مشغولی سے باز نہیں آسکتا۔ ادھر سے ہٹ نہیں سکتا جب تک اللہ کی محبت اَشَدُّ دل میں پیدا نہ ہو۔ چونکہ دل کی محبت کا تعلق سے زیادہ کے ساتھ اشد درجہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کی محبت نہ ہوگی۔ محبوب کی محبت کے غلبہ کے باعث محبوب کا غیر محبوب کی نظر سے دور ہو جاتا ہے۔ محبوب کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا جس سے ماسوا المحبوب کی فراموشی پیدا ہوتی ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (الحدیث) آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کی محبت و دوستی ہوگی۔ اس فرمان اقدس کی رو سے محب اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا غیر محبوب سے دور ہو جائیگا۔ اور دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہونے کا باعث ذکر اللہ بکثرت کرنا ہے۔ جتنا ذکر اللہ بکثرت کیا جائیگا اتنی ہی اللہ کی محبت دل میں بڑھتی جائیگی۔ حقیقت یہ ہے کہ ذکر کرتے رہنے سے مذکور کا حضور ہونے لگتا ہے۔ جوں جوں ذکر میں کثرت اور مداومت ہوگی حضور بھی دوام حاصل کرتا جائیگا۔ یعنی کثرت ذکر سے ذاکر کو مذکور کا دوام حضور حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی اصطلاح صوفیہ کے معنے ہمنشینی با خدا (خدا کے ساتھ بیٹھنا۔ وصال خدا وغیرہ) کیلئے گئے ہیں۔ اور کہ معیت مع اللہ کہا گیا ہے۔ جوں جوں حسن ازلی و لم یزلی کی تجلیاں قلب ذاکر پر بسبب ذکر کے زیادہ پڑتی جاتی ہیں۔ ذاکر کے دل میں مذکور کی محبت بڑھتی جاتی ہے۔ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ ۝ پ۲ ع۲ (تم میری یاد کرو۔ میرا ذکر کرو۔ میں تمہارا ذکر کرونگا" بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (یہ ہے کثرت ذکر سے حصول دوام حضور کی دلیل) اگر مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ویسے ہی یاد فرماتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت (فرشتوں) میں یاد کرتا ہوں۔ آیت کریمہ و حدیث شریف کی ملاحت اور حلاوت تو دیکھئے کیسا محبت کا اظہار ہو رہا ہے باہمی پیار کی باتیں اور محبت کے اشارے ہیں! سبحان اللہ! بندہ کا اللہ۔ اللہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند اور محبوب ہے کہ اس کے عوض میں آپ اس کا فرشتوں میں چرچا فرماتے ہیں جو ایک حدیث شریف میں آیا ہے جب میرا بندہ ایکبار مجھے پکارتا ہے تو میں اس کو ستر (۷۰) بار یا عبدی کہہ کر یاد کرتا ہوں۔ بندہ کے دل میں ایسے مشفق و مہربان کی محبت کیوں نہ بڑھے اور وہ ایسے مولا کا جان نثار عاشق کیوں نہ بنے؟ جو اتنی محبت کے ساتھ ملائکہ اس کا چرچا کرے اور اس پر رحمت فرمائے۔ واقعی ذکر اللہ بہت بڑی نعمت ہے۔ جس سے ذاکر محب ہی نہیں بلکہ آہستہ آہستہ مولا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اگرچہ اوامر کا بجا لانا اور نواہی سے ہٹ جانا ذکر ہی میں داخل ہے۔ لیکن بقول حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رح وہ ذکر جو مذکور کی اسم و صفت کے ساتھ واقع ہو۔ وہ سریع التاثیر ہوتا ہے۔ اور مذکور کی محبت زیادہ بخشنے والا اور مذکور تک جلدی پہنچانے والا ہوتا ہے برخلاف اس ذکر کے جو اوامر کے بجا لانے اور نواہی سے ہٹ جانے پر واقع ہو۔ جو ان صفات سے بے نصیب ہے تکلیفات شرعیہ کا اصلی مقصود نفس کو مغلوب کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور عداوت پر قائم رہتا ہے حدیث قدسی میں وارد ہے اپنے نفس کو دشمن جان۔ کیونکہ وہ میری عداوت پر قائم ہے۔ چور [illegible] جب تک محاسب یا کوتوال اس کو سامنے موجود نظر آتا رہے۔ شاگرد ہرگز شرارت نہیں کرتا جب تک استاد اس کو سامنے موجود نظر آرہا ہے۔ اسی طرح نفس بھی مغلوب نہیں ہو سکتا اور شرارت سے باز نہیں آسکتا جب تک اس کا خالق و مالک اس کو سامنے موجود نظر نہ آئے اور یہ دوام حضور حق ذکر اسم ذات کی مداومت و کثرت سے ہی میسر آتا ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ کا صحیح مصداق بن جاتا ہے۔ جبکہ ذکر کرتے کرتے مذکور میں استغراق حاصل کرتا اور فناہ ہو جاتا ہے جس کی طرف مولانا روم رح اس شعر میں اشارہ فرماتے ہیں ؎ اللہ اللہ گفتہ اللہ می شود ⁂ ایں سخن حق است باللہ می شود۔ ترجمہ

اللہ اللہ کہتے اللہ ہو گیا یعنی وہ باقی رہا تو کھو گیا۔ (مطالب) مولانا رح فرماتے ہیں خدا کی قسم یہ بات صحیح ہے ایسا ہو ہی جاتا ہے۔

ہاں تو بات یوں چل رہی تھی۔ کہ کثرت ذکر اللہ سے حضور حق بکثرت ہونے لگتا ہے۔ اور ان بکثرت ملاقاتوں سے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ اور اللہ کی طرف اس جذب محبت کے سبب ماسوا اللہ تعلقات سے دُوری ہوتی ہوتی انقطاع تک نوبت پہنچ جاتی ہے مسلم شریف کی ایک حدیث میں جو کہ امام محمد غزالی رح نے اپنی کتاب ۔۔ العلوم باب حقوق المسلمین میں ذکر کی ہے آیا ہے کہ کیا میں تم کو وہ عمل نہ بتاؤں کہ جب اس کو کرو۔ تو باہم محبت کرنے لگو۔ لوگوں نے عرض کیا بہتر یا رسول اللہ! تو آپ نے فرمایا آپس میں سلام فاش کرو۔ یعنی بکثرت سلام کیا کرو۔ اور اکثر ملتے جلتے رہا کرو۔ تو آپس میں محبت بڑھتی جائیگی۔ الغرض جب تک تبتل حاصل نہیں ہوتا کسی عبادت میں بھی حضور قلب میسر نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک عبادت میں حضور قلب نہ ہو جیسا کہ فرمایا لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (الحدیث) حضور قلب کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی۔ عبادت جسد بے روح کی سی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام و مشائخ عظام مبتدیوں کے لئے بہ نسبت دیگر عبادات نافلہ کے ذکر قلبی پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور مبتدیوں کے لئے فرائض و سنن موکدہ کے بعد اسی ذکر کو ضروری سمجھتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رح اسی کی تائید فرماتے ہیں۔ چنانچہ دفتر سوم مکتوب ۲۴ میں جو حافظ عبد الغفور کی طرف صادر فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ اول اپنے عقاید کو علمائے اہل حق کے عقاید کے مطابق درست کرے۔ پھر فقہ کے ضروری احکام کا علم حاصل کرے اور ان کے مطابق عمل کرے۔ اس کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھے بشرطیکہ ذکر کو شیخ کامل مکمل سے حاصل کیا ہو کیونکہ ناقص سے کامل نہیں ہو سکتا اور اپنے اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح آباد رکھے کہ فرضوں اور موکدہ سنتوں کے بغیر کسی چیز میں مشغول نہ ہو حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عبادات نافلہ کو بھی موقوف رکھے اور وضو ہو یا نہ ہو۔ ہر حال میں ذکر کرتا رہے۔ اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اسی کام میں مشغول رہے اور چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے اور سونے کے وقت ذکر سے خالی نہ رہے ۔۔۔۔۔ اور دوام ذکر میں اس قدر مشغول ہو کہ مذکور کے سوا سب کچھ اس کے سینے سے دُور ہو جائے الخ

ان حضرات کا خیال بلکہ یقین ہے۔ کہ جتنی عبادات اسلام میں مقرر ہیں ان سب کا مقصود یاد الٰہی ہی ہے۔ وہ یاد الٰہی جو حضور دوام تک پر منتج ہو یعنی جس کا نتیجہ حضور (قلب) دوام ہو۔ یہ دوام حضور ہی عام مسلمانوں کو گناہوں سے بچاتا اور ان کو پکا مومن اور متقی بناتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ عبادت ہی مقبول نہیں یا وہ عبادت عبادت ہی نہیں جس سے یاد الٰہی کی صفت حاصل نہ ہو۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ اس مقصود کے حصول کے لیے صوفیائے کرام و مشائخ عظام کی صحبتوں سے استفاضہ کیا جائے۔ فہو المراد۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَاہُ وَارْزُقْنَاہُ۔ آمین

(الراقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہٗ کنجاہی)

سالانہ ختم شریف والدین ماجدین حضرت پیر جماعت محمد صاحب قدس سرہٗ

مورخہ ۲۶ جون بروز جمعہ بر حویلی پیر صاحب واقع نالہ ایک زیر صدارت سید حافظ اشرف حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم بعد از نماز مغرب شروع ہوا۔ بعد از تلاوت قرآن مجید نعت خوانی ہوئی۔ بعد ازاں حضرت مولانا الحاج صوفی جناب خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ ہند و پاکستان نے مسئلہ نسبت کے فیوض و برکات اور اس کے ضمن میں مسئلہ اتباع و دیگر مسائل طریقت تصوف پر بیان فرما کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ بعد ازاں خاکسار خاکپائے درویشاں محمد شفیع عفا اللہ عنہ ساکن موضع ۔۔۔ والہ نے اس مسئلہ پر قرآن مجید۔ احادیث۔ اور دلائل عقلیہ سے مزید روشنی ڈالی۔ ازاں بعد سائیں غلام محمد نے نعت خوانی کی اور جناب سید

قربان علی شاہ صاحب نے فضائل محمدیہ اور اتباع سنت نبویہ کو نہایت خوش الحانی سے بیان فرما کر سامعین کو مسرور فرمایا۔ ازاں بعد حافظ عبداللطیف صاحب نے نعت شریف پڑھی اور جناب حکیم الامت مولانا مولوی الحاج خادم علی صاحب کوٹلوی نے اپنے صوفیانہ انداز سے فضائل اولیاء اللہ اور اتباع نبی کریم بیان فرمائے۔ اس کے بعد صوفی صاحب و محمد بشیر و دیگر نعت خوانوں نے نعت خوانی کی اور ان کے بعد نوجوان واعظ خوش بیان مداح حبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ مولانا غلام حبیب صاحب نے آیہ الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ھم یحزنون پڑھ کر اولیاء اللہ کے فضائل۔ تصرف۔ فضائل احمدیہ۔ ادب پیر۔ وحقیقت مرید پر نہایت جامع بیان سے حاضرین کو مسرور فرمایا۔ اور اپنی خوش الحانی اور خوش بیانی کی خوب داد لی۔ ازاں بعد حافظ عبداللطیف صاحب نے ختم شریف پڑھا۔ اور قیام سے سلام پڑھا گیا۔ ختم قرآن مجید جمع کیا گیا اور جناب سیدی مولائی حضرت پیر محمد جلیل صاحب سجادہ نشین نے ختم شریف کا ایصال کیا اور دعا فرمائی۔ ازاں بعد حاضرین کو کھانا کھلایا گیا جناب قبلہ سیدی صاحبزادہ پیر محمد خلیل صاحب نے مہمانوں کی خدمت اپنے ہاتھوں کی۔ اور اپنی خوش خلقی۔ سادگی۔ خوش انتظامی سے مہمانوں کو نوازا۔ گو زیادہ گرمی تھی۔ مگر پھر بھی جلسہ ڈیڑھ بجے رات تک جاری رہا۔ یاران طریقت خصوصاً مولوی محمد عالم صاحب موضع کنگ۔ مولوی حبیب اللہ صاحب ساکن لدھیوالہ۔ چوہدری اسماعیل مستری رحمۃ اللہ ساکن کیسی۔ صوفی جلال ساکن کوٹلی و منشی عبدالخالق گوجرانوالی نے مہمانوں کی خدمت میں خوب حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور یہ فیض تاقیامت جاری رہے۔ فقط۔ (محمد شفیع خطیب جامع مسجد لدھیوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ۔)

رُباعیات

(از قلم فقیر محمد اللہ دتا طالب عفا اللہ عنہ کنجاہی)

کثرت میں ہیں جو دیکھتے وحدت کا نشاں کچھ
وحدت میں بھی وہ رکھتے ہیں کثرت کا گماں کچھ
وحدت ہی ہے کثرت نہ یہ کثرت ہی ہے وحدت
کھو بیٹھے ہیں توحید کی دولت کا نشاں کچھ

سورج بھی عیاں اور یہ تارے بھی عیاں ہیں
اک رنگ میں اک دوسرے سے سارے نہاں ہیں
سورج نہ ہو گم تاروں میں، تارے نہ ہوں سورج
سورج کی ضیاء ہیں وہ نگاہوں سے نہاں ہیں!

یہ جذبہ الفت ہے کہ ہے لا کی یہ تلوار
کر دیتی فنا سب کو ہے پیش رُخ دلدار!
طالب یہ تقاضا ہے محبت میں فنا کا
آنکھوں کو کرے غیر سے بند حسن رُخ یار

موجود نہیں غیر الٰہ تو ہے یہ پھر کیا
کہتا ہے خدا لا الٰہ کلمہ نفی کا!
ہستی ہی تو ہے وہمی ہو۔ ہو یا کہ حقیقی
ہو سکتی بہر حال نہیں عین الٰہ کا!

احکام خدا ہی کا رکھا نام شریعت
ہر فرد پہ ہے فرض کرے اسکی اطاعت
مسلم ہو۔ ولی ہو کہ وہ ہو غوث زمانہ
باہر ہے شریعت سے طریقت نہ حقیقت

محبوبانِ مقبولانِ بارگاہِ ربانی کے صوفیانہ اشعار و احکام

رومی رحمۃ اللہ علیہ

؎ بندگان خاص علام الغیوب ! ⁂ در جہاں جان جواسیس القلوب

ترجمہ :- عالم الغیب خدا تعالےٰ کے خاص مقبول بندگان لوگوں کے دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

؎ بے عنایات حق و خاصانِ حق ! ⁂ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ :- خدا اور مقبول بندگان خاص کی عنایت کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا نامۂ اعمال سیاہ ہے۔

دِل بدست آور کہ حج اکبر است ⁂ از ہزاراں کعبہ یک دِل بہتر است

کعبہ بنگاہ خلیل آزر است ⁂ دِل گزر گاہ جلیل اکبر است

(عمر خیام)

در کوئے نیاز ہر دِلے را دریاب ⁂ در کوئے قبول مقبلے را دریاب

صد کعبہ آب و گل بیکدل نرسد ⁂ کعبہ چہ روی برو دلے را دریاب

پرتو حسنت نہ گنجد در زمین و آسمان ⁂ در حریم دل نمی دانم کہ چوں جا کردہ

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے ⁂ اپنا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

(محمود رنگی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ)

مسجد و دیر و بتخانہ و کعبہ میں کہاں ⁂ اس نے مسکن دل مومن میں بنا رکھا ہے

(حضرت خواجہ خواجگان خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

درویشی چیست فرمودند ⁂ نہ رنجیدن نہ رنجانیدن !

نہ رنج میں آنا۔ نہ کسی کو رنج پہنچانا — رنج سہتے ہیں۔ مگر وہ رنج پہنچاتے نہیں

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ دہلوی

ہر کہ مارا یار نبود ایزد اورا یار باد ⁂ ہر کہ مارا رنج دارد راحتش بسیار باد

ہر کسے در راہ من خارے نہد از دشمنی ⁂ ہر گلے کز شاخ عمرش بشگفد بے خار باد

ایک اور صاحب فرماتے ہیں !

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم ⁂ جز راستی روی و نیک خوئی نکنیم

آنہا کہ بجائے ما بدی ہا کردند ⁂ گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ

ما در دو جہاں جز بخدا یار نداریم ⁂ جز یاد خدا ہیچ دِگر کار نداریم

ما شاخِ درختیم پُر از میوۂ توحید ⁂ ہر رہگذرے سنگ زند عار نداریم

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

فاش می گویم و از گفتۂ خود دلشادم ⁂ بندۂ عشق ام از ہر دو جہاں آزادم

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار ⁂ چہ کنم حرف دگر یاد نداد استادم

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ⁂ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ❊ در صراط المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

سعدی رحمۃ اللہ علیہ

بدی را بدی سہل باشد جزا ❊ اگر نیک مردی احسن الی من اسئی

در عفو لذتے ہست کہ در انتقام نیست

مگر کسی کی دشنام دہی سے رنجیدہ نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ جواب یہ دینا چاہیئے۔

بہتر زانم کہ خواہی گفتن آنی ❊ کہ دانم عیب من چوں من ندانی

حضرت خواجہ خواجگان مشکل کشا بلاگرداں کے مقامات انیس الطالبین میں حضور کا ارشاد ہے کہ درویش مثل زمین باشد کہ ہمہ عفونت و غلاظت بر او افگنند و از و ہمہ گل و یاسمین پیدا می شود دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

من ندیدم در جہاں جستجو ہیچ اہلیت بجز خوی نکو

فرمایا ہمارا سلسلہ صحبت اور معیت ہے۔ اور توجہ انعکاسی سے مرید کے قلوب میں نورانیت پیدا ہو جاتی ہے

حضرت خواجہ خواجگان مشکل کشا بلاگرداں

بخاری رحمۃ اللہ علیہ

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد ❊ مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

مہرت بکدام ذرہ پیوست دمے ❊ کاں ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

اے خداوند کریم آپ کے لطف و عنایت سے کوئی بندہ محروم نہیں ہے۔ اور آپ کا مقبول مدام مقبول ہے۔ آپ کے بر ضیا انوار سورج نے جس ذرہ پر ایک لمحہ بھر پیوستگی کی وہ ذرہ ہزار ہا آفتاب سے بہتر ہو گیا۔

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

در طریق عشق امن و آسائش خطا است ❊ ریش باد آں دل کہ با درد تو جوید مرہمے

ز کوئے مغاں رو مگرداں کہ آنجا ❊ فروشند مفتاح مشکل کشائی!

رفیقاں چناں عہد صحبت شکستند ❊ تو گوئی نبودست خود آشنائی

بیاموزمت کیمیائے سعادت

ز ہم صحبت بد جدائی جدائی

نہایت ضروری اعلان

یاران طریقت و عقیدتمندان سرکار علی پوری قدس سرہ العزیز ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ آج کل کاغذ سخت گراں ہے۔ اور رسالہ پر لاگت اور اخراجات بہت بڑھ رہے ہیں اور دفتر کو خسارہ ہو رہا ہے۔ اسلئے ناظرین کرام کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ براہ کرم لفافیا چندہ رسالہ حساب کرکے بہت جلد دفتر رسالہ انوار الصوفیہ محلہ کچی مسجد شہر سیالکوٹ بنام مہر عبدالحق صاحب مینیجر

غزوہ بدر شریف

از قلم بخشی مصطفیٰ علی خان نقشبندی جماعتی بسوری مہاجر مدنی عفی اللہ عنہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ؛ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (سورۃ ابراہیم)

(ترجمہ :- اور انہیں اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ۔ بیشک ان میں نشانیاں ہیں تمام صبر و شکر کرنے والوں کیلئے)

[سعادت زیارت بدر شریف کے تشکر میں بطریق اظہار عقیدت یوم الفرقان کی حقیقت و فضیلت مقام بدر کی منزلت و مرتبت اور اصحاب بدر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وقوت و رفعت ناظرین کے پیش کئے جاتے ہیں ع گر قبول افتد زہے عز و شرف]

منزلت مقام بدر

حرمین الشریفین کے بعد اہل اسلام کے لئے بدر شریف نہایت متبرک مقام ہے جہاں ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو ایک ہزار جنگجو کفار مکہ کی بے پناہ فوج اور مدینہ منورہ کے تین سو تیرہ بے بس و بیکس مہاجرین و انصار کے درمیان صرف چند گھنٹوں تک ایک نہایت فیصلہ کن خونریز لڑائی ہوئی۔ جو اسلام کے نہایت شاندار فتح پر ختم ہوئی۔ اس غزوہ کا ذکر خود حق تعالیٰ نے بہت پیارے الفاظ میں سورۃ انفال میں فرمایا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ نے آسمانی فرشتوں کی فوج سے اس لڑائی میں مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ مسلمانوں کو جلیل الشان فتح سے نوازا۔ کافروں کو ذلیل و خوار و رسوا کیا۔ اور اس مبارک دن کو اپنے کلام پاک میں یَوْمُ الْفُرْقَانِ کا معزز خطاب بخش کر ایام اللہ میں داخل فرمایا ہے۔ جن کی یاد تازہ رکھنے کا مسلمانوں کو رب الجلیل کا ارشاد مبارک ہے۔ ایام اللہ وہ مخصوص دن ہیں جن میں ذو الجلال والاکرام نے اپنے خاص بندوں پر خاص انعام فرمائے ہیں۔ جیسے حضرت سیدنا نوح علی نبینا علیہ السلام کی کشتی جبل جودی پر ٹھہرنے کا دن۔ سیدنا حضرت خلیل اللہ علی نبینا و علیہ السلام پر نار نمرود ٹھنڈی فرمانے کا دن بنی اسرائیل پر من و سلویٰ نازل ہونے کا دن۔ سیدنا حضرت کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلام کے لئے دریا میں راہ بنانے کا دن سیدنا و مولانا حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اقدس کا دن، آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج مبارک کا دن وغیرہ وغیرہ۔

مدینہ منورہ سے جانب غرب و جنوب قریباً ایک سو میل دور بدر نامی خشک وادی ہیں آج کل تخمیناً سو گھر والا بدر یوں سے آباد قریہ بدر واقع ہے۔ بدر سے مزید پچیس میل جانب غرب بحر احمر کے ساحل پر قدیم بندرگاہ ینبوع ہے۔ قدیم ایام میں ملک کرمہ اور ملک شام کے درمیان تجارتی قافلوں اور مسافروں کا گذر وادی بدر ہی کے راستہ سے ہوتا تھا۔ اور مدینہ منورہ کے لئے بھی بدر سے گذر کر جانب مشرق مسافر اور قافلے مڑتے تھے۔

جنگ کے اسباب اور تیاریاں

کفار قریش کے انتہائی مظالم سے تنگ آ کر بحکم الٰہی مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کرنے کے بعد بھی اہل مکہ مکرمہ نے مسلمانوں کے خلاف اپنی شرارتوں کو جاری رکھا۔ قریش کا ایک سردار کرز بن جابر الفہری ماہ ربیع الاول سنہ ۲ ہجری میں جوار شریف تک پہنچ کر تمام مویشی جو مدینہ ان میں چر رہے تھے لوٹ کر لے گیا۔ تاکہ اہل مدینہ منورہ کا نقصان بھی ہو اور وہ مرعوب بھی ہوں۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ کے یہودیوں سے کفار قریش نے مسلمانوں کے خلاف خفیہ ساز باز کا سلسلہ شروع کر دیا۔ پس مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کفار مکہ مکرمہ کے منصوبوں سے باخبر رہنے کے واسطے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جحش مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معہ آٹھ دیگر صحابہ کے مکہ معظمہ کے قریب وادی نخلہ تک جانے کا ارشاد فرمایا کہ وہاں قیام فرما کر اطلاعات بہم پہنچاتے رہیں۔ سنہ ۲ ہجری کے ماہ رجب میں اتفاقاً یمن سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہونے والے ایک چھوٹے سے قافلے سے اس جماعت کی مڈبھیڑ ہو کر لڑائی ہو گئی۔ ایک کافر مارا گیا۔ دو قید کر لئے گئے۔ اور ایک بچ کر بھاگ گیا۔ اس واقعہ نے کفار قریش کے قلوب میں انتقام کی آگ بھڑکا دی اور ایک جرار لشکر تیار کر کے مدینہ طیبہ پر چڑھائی کرنے کا انہوں نے عزم بالجزم کر لیا۔ اس مہم کے اخراجات

اس کو مکہ مکرمہ کے تاجروں نے پہلے ہی سے اس مہم کے لیے وقف کر دیا تھا۔ مسلمانوں پر فطرتاً لازم ہوا کہ اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کریں چنانچہ ایسی عظیم و خطرناک مہم کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے واسطے ابوسفیان کے قافلے پر دھاوا کرنے کی تجویز قرار پائی۔

ہجرت کے دوسرے سال ماہ رمضان کے دوسرے ہفتہ میں وادی بدر میں سے گزرنے یا وہاں تک پہنچنے میں تین مختلف گروہوں کے ارادے ہوئے۔ ایک گروہ ابوسفیان کا پانچ لاکھ درہم کے زر و مال سے لدا ہوا۔ پچاس محافظوں اور ایک ہزار اونٹوں کا قافلہ جو شام سے جانب مکہ مکرمہ گزرنے والا تھا۔ دوسرا گروہ جنگی ساز و سامان سے سرتاپا آراستہ و پیراستہ مکہ مکرمہ کے ایک ہزار جرار و کرار سرداران و بہادران و پہلوانان کی فوج تھی جس کے سالار اعلےٰ ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ تھے۔ اس فوج کا عزم ابوسفیان کے قافلہ کی حفاظت تھا۔ تاکہ مہاجرین و انصار مدینہ منورہ اس قافلہ کو نہ لوٹ لیویں۔ تیسرا گروہ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قیادت میں سینتالیس مہاجرین اور دو سو چھیالیس انصار کی جماعت تھی۔ جو حکم جہاد نازل ہونے کے بعد مدینہ طیبہ سے کوچ کی تھی۔ (الحج) اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ (ترجمہ۔ اجازت ہے ان کو جن سے کافر لڑتے ہیں کہ وہ مظلوم ہیں اور بے شک اللہ تعالےٰ ان کو مدد کرنے پر قادر ہے۔) اور آگے اسی سورۃ الحج کی بعد کی آیت میں فرمایا۔ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (ترجمہ۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ اس کی مدد کرے گا۔ تحقیق اللہ قوت والا غالب ہے) اور جیسا کہ سورۃ انفال کی آٹھویں آیت شریف شاہد ہے۔ آپ سے فتح کا بھی وعدہ فرمایا گیا۔ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ یعنے اللہ تعالےٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمہارے لئے ہے۔ یعنی ایک سے تمہارا مقابلہ ہو کر تمہیں فتح حاصل ہوگی۔ اس وجہ سے قیاس کیا گیا تھا کہ ابوسفیان سے کہ صرف پچاس آدمیوں سے مقابلہ ہوگا۔

لیکن ہوشیار و دانا ابوسفیان راہ چھوڑ کر سمندر کے کنارے ینبوع پر سے گزرتے ہوئے خیریت اور امن سے داخل مکہ مکرمہ ہو گیا۔ اور ابوجہل کو جو اس کے مکہ مکرمہ پہنچنے سے قبل جانب بدر روانہ ہو گیا تھا۔ تیز رفتار ناقہ پر پیغام بھیجا کہ وہ واپس ہو جائے لیکن ابوجہل نے نہ مانا۔ اور واپس نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ بڑے اہتمام سے نکلا تھا۔ تین سو گھوڑے سات سو سواری کے اونٹ تھے۔ اور فوج کو سرور و جوش میں رکھنے کو گانے بجانے والیاں بھی ساتھ تھیں۔ اور شراب و کباب کا بھی ذخیرہ تھا۔ روزانہ دس اونٹ فوج کے لئے کٹتے تھے۔ ہر فرد لوہے کا زرہ بکتر اور خود پہنے ہوا۔ اور تیر و کمان تیغ و تیر نیزہ و برچھی سے خوب مسلح بھی تھا۔ اور فن لڑائی کا خوب علاوہ ازیں اپنے تین سو سالہ تجربہ پر قریش کو کامل اعتماد تھا۔ اور بہت ناز بھی تھا۔ اس لئے بڑے زعم سے بدر کی طرف گیا۔ اور ۱۷ یا سولہ رمضان کو بدر کی وادی کے جنوبی حصہ میں عدوۃ القصوی نامی ٹیلے کے دامن میں خیمہ زن ہوا۔ اور موقعوں پر قبضہ جما لیا۔ قرآن شریف سورۃ انفال کی ۴۲ آیت شاہد ہے کہ مسلمان وادی کے میدان کے اس کنارے اور کفار میدان کے پرلے کنارے ٹھہرے اور قافلہ (ابوسفیان) نیچے ساحل کی طرف نکل گیا۔ اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ

موسم گرما کی تپتی دھوپ میں تین تیرہ افراد کا قریباً بے سر و سامان لشکر بھی سولہ رمضان کو اسی وادی میں (جیسا کہ قرآن شریف شاہد ہے) جانب شمال سے عدوۃ الدنیا نامی ٹیلے کی طرف سے داخل ہوا۔ یہ لشکر جب مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تھا۔ تو کسی کے خواب و خیال میں نہ تھا کہ ایک ہزار جرار زرہ و خود پوش سرتاپا آہنی جوانوں سے مقابلہ پیش ہوگا۔ بجائے لوہے کے زرہ بکتر و خود کے غریب اسلامی فوج میں اکثر حضرات بوسیدہ لباس میں تھے۔ جملہ دو گھوڑے اور ستر اونٹ ساتھ تھے جن پر صحابہ کرام باری باری سے سواری کرتے تھے۔ تمام لشکر کے درمیان صرف آٹھ تلواریں تھیں۔ ان میں کئی خصوصاً حضرات انصار فن سپہ گری و جنگ سے بالکل ناواقف بھی تھے۔ لیکن ان کی تشنگی جام شہادت اور ان کے ایمان ان کے بے پناہ ہتھیار تھے۔ ان کو اپنے واحد اللہ پر پورا بھروسہ تھا۔ اور اپنے نبی کریم حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر کامل ناز تھا۔ بقول سپہ سالار کفار ابوجہل (نقل کفر کفر نباشد) حضرت انصار

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مدینہ کے بھیڑ چرواہے تھے۔ اور بقول مخبر برحق مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم قریش مکہ وہ ہیں جو سرداران [illegible] تھے
وہ مکہ مکرمہ کے جگر پارے تھے یعنی اہل مکہ معظمہ کے بہترین سے بہترین نامور بہادران و سرداران تھے۔ ایک یہ جمعیت مٹھی بھر مہاجرین
کے دو سو چھیالیس ۲۴۶ بھیڑ چرواہوں کا لشکر شریف کے ایک ہزار جرار جگر پاروں سے مقابلہ تھا۔ یعنی ایک ایک کے مسکین پھٹے لباس والے
ناتجربہ کار فن لڑائی مجاہد کا سر تا پا لوہے کا لباس زیب تن کئے ہوئے تین تین چار چار مکہ مکرمہ کے لوہن جگر پاروں سے مقابلہ تھا۔ کفار
قریش کے تین سو ساٹھ معبودوں کی مسلمانوں کے واحد و یکتا معبود سے جنگ تھی۔

الغرض تھکا ماندہ اسلامی لشکر تپتی دھوپ میں زیر آسمان کھلی فضا میں عدوۃ الدنیا نامی ٹیلے کی جہت گرم تپتی ریت پر خشک
گڑھوں کے قریب جو برسات کا پانی جمع کرنے کسی وقت بنائے گئے تھے منزل فرمایا۔ اور کافروں نے ایک کنوئیں پر قبضہ کر لیا۔ زمین نرم ریتلی ایسی
تھی کہ پاؤں دھنسنے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ نے جنہوں نے [illegible] کھجور کی شاخوں اور پتوں سے متصل منزل
ایک چھوٹے ٹیلے کی چوٹی پر ایک عریش (جھونپڑی) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے استراحت کے لئے جلدی سے تیار کی۔ بعد رحمت الٰہی
سے برسات کا خوب نزول ہوا۔ جس سے جانب منزل کفار قریش کیچڑ سے زمین دلدل بن گئی۔ مگر سورۃ انفال کی ۱۱ آیت میں جیسے
مولائے کریم کی شہادت ہے۔ يُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَ
لِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ۔ (ترجمہ:۔ آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کرے اور شیطان کی ناپاکی تم
سے دور فرماوے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کرے اور تمہارے قدم ثابت رکھے) اسلامی منزل کی طرف نرم ریت جم گئی اور میدان دور
تک صاف مسطح ہو گیا۔ اور مسلمانوں نے غسل بھی کئے تکان سفر دور کر لی اور گڑھوں میں خوب پانی جمع بھی کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ارشاد سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات خوب آرام کی نیند فرمائی۔ لیکن خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب بیدار اور
مشغول عبادات و دعا رہے۔ کچھ اونگھ آئی تو حالت رویا میں لشکر کفار کی تعداد قلیل سی آپ پر ظاہر کی جیسے کہ قرآن مجید شاہد ہے۔
(سورۃ انفال آیت ۴۳) إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ..... الخ (یعنے جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے خواب میں دشمنوں کی
تعداد تھوڑی سی دکھائی اور اگر وہ بہت دکھاتا تو مسلمان پست ہمت ہو جاتے) اس عیاں کہ خواب سے لشکر اسلام کی مزید ہمت افزائی
ہوئی۔ بلکہ بقول حضرت عبداللہ ابن مسعود مہاجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس غزوہ میں بنفسہ شریک تھے میں لڑائی میں بھی مسلمانوں کو
کفار اتنے قلیل التعداد نظر آرہے تھے کہ خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اندازہ کیا کہ شاید ستر ہوں۔ تو آپ کے ایک رفیق دوسرے
صحابی نے فرمایا کہ ایک سو یا کچھ کم ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف کی مزید شہادت ہے۔ (سورۃ انفال آیت ۴۴) وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ
فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا (یعنی لڑائی کے وقت اے مسلمانوں تمہیں کافروں
کی تعداد تھوڑی سی دکھائی تھی۔ اور تمہاری تعداد بھی کافروں کو تھوڑی سی دکھائی۔ تاکہ ہونے والے کام کو اللہ تعالیٰ پورا فرما دے)
کفار کی نظر میں مسلمانوں کی تعداد گھٹا کر دکھانا مصلحت الٰہی تھی۔ کہ کفار گھبرا کر مرعوب و مبہوت ہو کر بغیر لڑائی واپس نہ ہوں۔ بلکہ لڑیں
کٹیں مریں قید ہوویں شکست پاویں اور ذلت اٹھا کر بھاگیں۔

یوم الفرقان

الغرض سورۃ انفال کی آیت شریف ۴۱ میں یوم الفرقان فرمایا گیا ہے وہ یوم جمعہ ۱۷ رمضان کی فجر ہوتے ہی اپنے
ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت میں مسلمانوں نے نماز فجر ادا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمان
الٰہی (سورۃ انفال آیت ۶۵) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ..... الخ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم)
مومنوں کو جہاد کی ترغیب دو) کی متابعت میں جہاد پر ایک مختصر مگر بلیغ خطبہ سنایا۔ فرمایا جب تک کفار کی جانب سے پہل قدمی نہ ہو
مسلمان ہرگز حملہ نہ کریں۔ صرف مدافعت میں لڑنے کی سخت تاکید فرماتے ہوئے فتح اسلام کی بشارت بھی فرمائی۔ اور میدان کے معائنہ
کے لئے تشریف فرما ہو کر [illegible] آج عتبہ [illegible]

کٹ مرے گا۔ آج فلاں فلاں دشمن خاک پر لوٹ پوٹ ہو کر یہاں یہاں مرے گا۔ چنانچہ یہ پیشنگوئیاں اسی دن نصف النہار تک لفظ بلفظ پوری ہوئیں۔ فللہ الحمد۔

آغازِ جنگ

طلوع آفتاب کے بعد کفر و اسلام کے افواج میدان میں آمنے سامنے ہوئے۔ ایک جانب ایک ہزار آہن پوش سر تا پا مسلح فنِ جنگ سے مشتاق بتجربہ کار ماہر محرم قریش سرداران و پہلوانان دوسری جانب پھٹے لباس والے ناکافی ہتھیاروں والے قریباً ڈھائی سو ناتجربہ کار مسکین انصار (یا بالفاظ کفار یثرب کے کھیتی چرواہے) اور قریباً ستر مہاجرین کے پاس کافی تعداد میں تیر و کمان رچھی و تیرے بھی نہ تھے۔ اور جن کے درمیان صرف آٹھ تلواریں تھیں۔ سب سے پہلے مغرور سپہ سالار عتبہ اور اس کا بھائی ولید اور بیٹا شیبہ کے من جانب اسلامی لشکر حضرات سادات ثلاثہ حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ عم مکرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم و علی و عبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما عم زاد برادران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سپہ سالار عتبہ ہی کے متفرانہ مبارز طلبی پر باہم مقابلہ ہوا۔ پھر کی دمگ تلوار کی وار سے کٹ کر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ زخمی ہو گئے۔ اُدھر تینوں کفار مارے گئے۔ رنج و الم سے کفار کی فوج میں ماتم کی صف بچھ گئی اور عجیب ہیبت کی دھاک بیٹھ گئی۔ ادھر فرط تشکر سے اسلامی لشکر سے احد۔ احد۔ احد کی صدائیں فضا میں گونجیں۔ بعد ازاں کفار نے اپنے مقام سے تیریں برسائیں۔ جن سے حضرت مہجع بن صالح مہاجر و حضرت حارثہ بن سراقہ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہما شہید ہوئے۔ بعد ازاں فوج کفار جم کر آگے بڑھی۔ اور دونوں افواج میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ تین تین یا چار چار سوار و پیادہ آہن پوشوں کا اکیلے تن تنہا مہاجر یا انصاری پر ٹوٹ پڑنا۔ تلوار اور برچھیوں کی جھنکار کفار کا لات و منات کی امداد کے لیے شور و پکار۔ مجاہدین کی احد۔ احد۔ کی صدائیں۔ میدان کارزار میں الجلال افروز سماں پیدا کیا کہ حضرت سپہ سالار اعظم اسلام صلی اللہ علیہ وسلم متاثر ہو کر فوراً داخل عریش ہوئے۔ اور دونوں دست پائے اقدس پھیلا کر عجز و انکساری سے اللہ تعالےٰ سے عرض کی۔ یا الٰہی! آج اس میدان میں یہ مسلمان کٹ اور مٹ جاویں تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی بندہ باقی نہ رہے گا۔ الٰہی آج ان بھنے تیری عبادت کرنے والے مسلمانوں کو فتح سے نواز۔ ...... دفعتاً حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے بشارت لے کر نازل ہوئے اور آپ کو سنایا (سورۃ انفال آیۃ ۹) اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِیْنَ ترجمہ۔ میں آپ کو مدد دیتا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے) اس وحی سے آپ کو بہت تسلی ہوئی اور آپ نے یہ نوید سنا کر اسلامی فوج کی ہمت افزائی فرمائی۔

امدادِ ملائکہ

معاً سفید عمامہ پوش ابلق گھوڑوں پر سوار فرشتوں کی فوج کا نزول ہوا۔ اور ان فرشتوں کو بارگاہ الٰہی سے حکم ملا (سورۃ انفال آیت ۱۲) اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ (ترجمہ۔ (اے فرشتو!) میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو، عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا۔ پس کافروں کی گردن سے اوپر مارو اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگا دو۔) چنانچہ ملائکہ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنگ میں برابر شرکت کی اور کافروں کے قید و قتل میں مہاجرین و انصار کی پوری امداد فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ اس روز مسلمان کافروں کا تعاقب کرتے تھے۔ اور کافر مسلمانوں کے آگے آگے بھاگے جاتے تھے۔ اور ایک سوار کا یہ کلمہ بھی سنا جاتا تھا۔ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ یعنی حیزوم آگے بڑھ۔ (حیزوم نام تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا) اور نظر آتا تھا۔ کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کا چہرہ زخمی اور ناک کٹی ہوئی پائی جاتی تھی۔ حضرت ربیع بن ایاس انصاری بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم بدر کے روز کشتگان ملائکہ کو خوب پہچانتے تھے۔ کسی کا سر گردن سے اڑا دیا۔ کسی کے پوروں پر ضرب پہنچائی تھی۔ جیسے کوئی آگ سے جلایا ہے۔ اور دماغ بہ گیا۔ کفار کا سپہ سالار اعظم زخموں سے دم توڑتے وقت جب حضرت عبداللہ ابن مسعود مہاجر

اس کے پاس پہنچے۔ تو ابوجہل نے کہا کہ کہاں سے ضرب آتی ہے مارنے والا تو ہم کو نظر نہیں آتا تھا۔ تو آپ نے جواب دیا فرشتوں ...
سے۔ تو کہا پھر فرشتے غالب ہوئے نہ کہ تم۔ ابھی مشرف بہ اسلام نہ ہوئے اور کفار کی فوج میں آئے ہوئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ ...
ایک معزز انصاری نے پیش حضرت سرور عالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا اور عرض کیا۔ یا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ان کو گرفتار
کیا ہے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم اللہ تعالیٰ کی کہ اس نے مجھے قید نہیں کیا۔ بلکہ ایک خوبصورت سفید پوش جو گھوڑے پر سوار ...
اس نے مجھے قید کیا ہے۔ اس پر وہ انصاری رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے ہی انکو قید کیا ہے۔ تو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا۔ چپ رہو جس نے انکو قید کیا ہے وہ ایک بزرگ فرشتہ تھا۔ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور دیگر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ روز بدر
میں سے کوئی تلوار سے صرف اشارہ کرتا تو اسکی تلوار پہنچنے کے قبل ہی مشرک کا سر جسم سے جدا ہو کر گر جاتا تھا۔ (باقی آئندہ)

خلافت طریقت

(از غلام رسول گوہر قصوری)

خلافت صفت میں نیابت کو یا ایک کے بعد دوسرے کا اسکی جگہ پر انکے فرائض کو سرانجام دینے کیواسطے آنیکو کہتے ہیں۔ جیسا کہ جماعت امام کو
جب کوئی حدث ہو جاتا ہے۔ تو وہ اپنی جگہ اپنے مقتدیوں میں سے ایک شخص کو کھڑا کرتا ہے جو اسی طرح امامت کے فرائض اسکے بعد سرانجام دیتا ہے
اسکو خلیفہ کہتے ہیں۔ امام کے واسطے لائق ہوتا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر اس شخص کو کھڑا کرے جسمیں اسکی نیابت و قائم مقامی کی اہلیت ہو۔ اسی واسطے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ امام کے قریب اسکے پیچھے ایسے لوگوں کو کھڑا ہونا لائق ہے۔ جو سوجھ بوجھ والے ہوں۔ اس مثال سے
واضح ہو گیا کہ خلیفہ وہ ہے۔ جو اصل کی جگہ پر کام کرنیکی اہلیت تامہ رکھے۔ طریقت میں خلیفہ اس کو کہتے ہیں جسکو اسکا شیخ لوگوں کی ہدایت و رہنمائی
کیواسطے اسکی لیاقت و قابلیت کے اعتبار سے اپنے جملہ مریدین میں سے منتخب کرے۔ جب کوئی شیخ کسی کو اپنی خلافت عطا کرتا ہے۔ اس وقت ...
میں بعض رسوم کو ادا کیا جاتا ہے۔ تاکہ اسکی خلافت ہر ایک کے نزدیک مسلم ہو۔ اور کوئی انکار نہ کرے۔ اور لوگ تعلیم حق کے واسطے اسکی طرف
بغیر کسی جھجک اور ہچکی کے رجوع کریں۔ ہمارے آقا و مولا و شیخ و مرشد۔ قطب زمان سرتاج اولیا حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رحمۃ اللہ
جب اپنے غلاموں میں سے کسی کو خلعت خلافت سے نوازتے تو بھری مجلس میں سب کے سامنے اپنے اختیار و ارادہ سے اپنے ہاتھ سے اس کے
سر پر دستار باندھتے۔ اور دیر تک اس کے حق میں دعاء خیر فرماتے۔ اور چند امورات کی وصیت فرماتے۔ اور بعد ازاں فرماتے کہ جو چیز
مجھ کو اپنے مشائخ کے واسطے سے جناب باری سے ملی ہے۔ میں نے وہ اسکو دی۔ اسکے بعد حاضرین مجلس ہدیہ مبارکباد پیش کرتے اور اسکے ادب
و احترام کا پورا پورا پاس کرتے۔ خلیفہ بنانے سے چونکہ اصول اسی اللہ کا طریق بتانا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ جو خلیفہ ہو گا۔ وہ شیخ کی مدد
سے واصل باللہ ہو گا۔ یعنی اللہ تک رسائی کر چکا ہو۔ اور اگر خلیفہ ایسا شخص ہو جو خدا رسیدہ ہونا تو کہیں رہا وہ تو ابھی تک اپنے نفس اور
اسکے ... سے بھی آگاہ نہیں ہے۔ اور شریعت میں اس کا یہ حال ہے کہ فرض کو واجب سے اور واجب کو سنت سے تمیز نہیں کرتا تو ایسا خلیفہ
یقیناً عوام کے واسطے ان کی گمراہی کا موجب ہو گا۔ اس لئے اسلام اور مسلمانوں کو جو نقصان عظیم ہو گا۔ اس میں قیامت کے خلیفہ اور اس کا اصل
دونوں ہی ماخوذ ہوں گے۔ (العیاذ باللہ)

اس واسطے خلافت کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ کہ ہر ایک ہی اس کا مستحق اور خواہش مند ہو۔ یہ ایک عظیم الشان منصب ہے۔ اس کا اپنے
مریدوں میں سے کسی ایک کو عطا کرنا شیخ کی اپنی ہی رائے پر ہے۔ جسکو وہ اپنی دوراس نگاہ میں اس کے لائق سمجھتا ہے۔ اسکو عطا کر دیتا ہے
مجھے معلوم ہے کہ میرے قبلہ و کعبہ مولائے و مرشدی حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کسی کی فرمائش سے کسی کو خلافت نہیں دیتے
تھے حتیٰ کہ میرے سامنے کسی احباب نے کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے ...

دینے میں ہرگز توقف نہ فرماتے۔ اگرچہ بظاہر وہ عوام میں بعض افعال کی بنا پر بدنام ہی کیوں نہ ہو۔ یا بعض وجوہات کے اعتبار سے وہ اس منصب عظیم کے لائق نہ سمجھا جارہا ہو۔ لیکن جب شیخ کی نگاہ لطف پڑ گئی تو اس کے عیوب و قبائح مبدل بحسنات ہو گئے۔ اور شیخ کی عنایت اور بندہ نوازی نے ایک ہی لمحہ میں اس کو اس مقام رفیع تک پہنچا دیا کہ بیسیوں برسوں کی ریاضت اور عبادت سے بھی وہاں تک نہ پہنچ سکے یہ نگاہِ لطف کسی خوش نصیب سعید ازل ہی کو میسر ہوتی ہے۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جس کو چاہے عطا کرے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

گر خود ہمہ عیبہا بدیں بندہ در است ؛ ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است

یعنی اگر ہمارے ہی عیب اس بندے میں موجود ہیں۔ تو کیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ دنیا کی نظر میں کوئی عیب پسند آجاتے۔ تو وہ عیب نہیں بلکہ ہنر ہے۔ دارومدار آقا کی نگاہ لطف اور اس کی بندہ پروری پر ہے۔ ہمارا کام تو یہ ہے کہ جسکو وہ پسند کریں۔ ہم بھی اس کو پسند کریں اور شیخ کے انتخاب کے آگے اپنے قیاسات کو قربان کر دیں۔ یہ ایک راز ہے۔ جس کو شیخ ہی جانتا ہے۔ کہ وہ جملہ مریدین میں سے فلاں کو جب اس سے بہتر غلام موجود ہیں خلافت کیوں دیتا ہے۔ میں تو یہی کہوں گا۔ کہ جس خوش نصیب کے سر پر شیخ نے خلوت میں یا جلوت میں دستارِ خلافت رکھ دی۔ اس کی خلافت میں توقف کرنا جائز نہیں ہے۔ ؏ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

الٰہی یہ بات کہ یہ خلافت کے قابل نہیں تھا۔ اسکو خلافت کیوں دی۔ یہ شیخ جانے جس نے اس کو خلیفہ بنایا۔ ہم اس کا ادب واحترام اس واسطے کریں گے کہ وہ ہمارے شیخ کا منظور نظر ہے۔ اور بس یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کا علم ہونے کے بعد کہ فلاں کو شیخ نے خلیفہ بنایا ہے اس کے ساتھ سوء ظن رکھنا اپنے شیخ کے ساتھ سوءِ ظن رکھنے کے مترادف ہے۔ (اللہ ہم کو اس سے بچائے) شیخ کامل اپنی خلافت بجز اسکے کہ کوئی صحیح طور پر اس کا اہل ہو۔ کسی کو عطا نہیں کرتا۔ اور جو بادی النظر میں اس میں سقم نظر آتا ہے۔ شیخ کامل کے اختیار و انتخاب سے وہ متلاشی ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا۔ مثلاً حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اکثر علماء کے خلاف ولی کہتے تھے۔ حالانکہ اہل ظاہر کے نزدیک اس میں کوئی ایک بھی ولایت کی علامت نہیں تھی۔ بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص باطن میں کوئی ایسی خوبی رکھتا ہو۔ جس کے سامنے اس کے ظاہری عیوب و قبائح نظر انداز ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص جس نے دو سو سال کی طویل عمر میں ایک بھی نیکی نہیں کی تھی۔ مر گیا۔ اور لوگوں نے اس کو گھسیٹ کر کسی گندی نالی میں پھینک دی۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے ولی کا جنازہ پڑھو۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ یہ تو بڑا فاسق اور ظالم تھا۔ اس کے ولی ہونے کا کیا موجب ہے۔ اللہ نے فرمایا اس نے ایک دن تورات میں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی لکھا ہوا دیکھا۔ اور محبت سے اسکو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ تب سے میں نے اس اپنا ولی بنایا ہے۔ دیکھو اس کی ساری عمر فسق و فجور میں گزری۔ لیکن اس کا اخیر ولایت پر ہوا۔ حدیث میں آتا ہے۔ اِنّ اللّٰہ لا ینظر الی صورکم والی اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم ونیاتکم۔ تحقیق اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو اور لیکن وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور تمہاری نیتوں کو۔ اس وضاحت کے بعد حضرت امیر ملت سرکار علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کے کسی خلیفہ کو خلیفہ نہ ماننا اور اس کو ہدف ملامت بنانا درست نہیں ہے۔ ہمارے سلسلہ کے کسی یار جناب حاجی خوشی محمد صاحب کو خلیفہ نہیں مانتے حالانکہ عرس شریف کے موقع پر حافظ نور احمد صاحب قصوری اور حافظ عبدالحمید صاحب خطیب اے۔ آر۔ پی۔ اور جناب سید ولی شاہ صاحب کے ساتھ ان کے سر پر بھی پگڑی باندھی گئی تھی۔ اور ان چاروں کو خلافت ملی تھی۔ اگر اول الذکر تین حضرات خلیفہ ہیں۔ تو حاجی صاحب بھی خلیفہ ہیں۔ اور اگر حاجی صاحب نہیں تو وہ بھی نہیں۔ اگر حاجی صاحب کے سر پہ پگڑی اس لئے باندھی گئی تھی۔ کہ ان کو امیر حلقہ بنایا گیا تھا۔ تو اجلاس میں اس کا اعلان کر دینا ضروری تھا۔ تاکہ اشتباہ نہ ہوتا۔ جب اعلان نہ ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ حاجی صاحب کے سر پر دستار بندی۔ اسی غرض سے ہوئی تھی۔ جس غرض سے جناب مولانا حافظ نور احمد صاحب اور

حضرت شاہ ولی محمد صاحب اور حافظ عبدالحمید صاحب کے سر پر ہوئی تھی۔ حاجی صاحب نے اپنی خلافت کے ثبوت میں وہ خطوط برائے اشاعت ارسال کئے ہیں۔ جو مولنا الحاج حضرت صاحبزادہ صاحب سید خادم حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور مولنا الحاج حضرت صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب نے مدظلہ العالی نے حاجی صاحب کی خدمت کی مبارکبادی میں لکھے ہیں۔ ان کی عبارتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

مولنا الحاج صاحبزادہ سید خادم حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کا ارشاد گرامی

میں نے ماسٹر کرم الٰہی صاحب کو بہت مفصل لکھا ہے۔ کہ کیوں آپ نے حاجی صاحب کا اسم مبارک خلیفوں کی فہرست میں شائع نہیں کیا۔ امید کامل ہے۔ اس ماہ کے پرچہ میں ضرور شائع کر دے گا۔

مولنا الحاج حضرت صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کا ارشاد گرامی!

خلافت عطا ہونے کی مبارک فقیر اس سے پہلے پیش کرنے کی سعادت و عزت حاصل نہیں کر سکا آپ کو اس منصب اعلیٰ پر فائز ہونے کی فقیر دلی صد ہزار کروڑ مبارک پیش کرنے کی سعادت و عزت حاصل کر رہا ہے۔ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ و ہدایت میں ہر وقت مشغول و منہمک رہا کریں۔ اور اپنے فیوضات باطن سے مخلوق خدا کو مستفیض فرما کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں منسلک فرماتے رہا کریں۔ سخت تاکید ہے۔ ہدایت کا کام ہر وقت جاری رکھیں۔

اب ان تصریحات کے ہوتے ہی حاجی خوشی محمد صاحب کی خلافت کا انکار کرنا اور ان کے ادب و احترام کو ضائع کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

کاغذ ہائے کاغذ

نیوز پرنٹ کاغذ کے حصول کا پرمٹ ملنا اس قدر دشوار گذار محال کر دیا گیا کہ الاماں اور بازار سے اس کا حاصل کرنا سخت مشکل اور اس کی گرانی ہوشربا رہا۔

شروع ماہ اپریل سنہ ۱۹۵۲ء سے درخواست برائے حصول پرمٹ بذریعہ ڈاک کراچی بخدمت جناب کنٹرولر صاحب روانہ کرتا رہا اور صاحب صدر انجمن سیالکوٹ سے سفارش ماہ اپریل کے آخری ہفتہ ہی کی ماہ مئی سنہ ۱۹۵۲ء میں بھی کئی بار درخواست روانہ کی گئی بلکہ ۵/۵۳ء کو صرف ایک رم کاغذ نیوز پرنٹ ۳۰×۲۰ کا پرمٹ جاری شدہ ۸/۶ کو ملا۔ اس کے بعد حسب الارشاد و ہدایات میں بھی جاری کردہ درخواست ہا پر رسالہ انوار الصوفیہ ہائے درخواست ہا مکمل کرکے اور جناب قریشی محمد سرور صاحب مالک چھاپہ خانہ تعلیمی پریس سیالکوٹ سے تصدیق کرا کر روانہ کر دی گئی۔ اور یاد دہانی بھی بذریعہ درخواست ہا کرائی گئی۔ مگر تاحال کوئی پرمٹ برائے طباعت و اشاعت رسالہ انوار الصوفیہ جو سنہ ۱۹۰۴ء سے جاری ہے وصول نہ ہوا۔ خدا کرے کہ انوار الصوفیہ کا مستقل پرمٹ منظور ہو جائے۔ یا سال بھر کے لئے ہی پرمٹ آجائے تاکہ کاغذ یک مشت خرید کر لیا جائے۔ ورنہ رسالہ کی طباعت و اشاعت ایک مرحلہ ہو جائے گی۔

آستانہ عالیہ علی پور شریف میں بالکل خیریت ہے۔ عالی جناب فضیلت مآب استاذ العلماء والافضلا [illegible] العارفین حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور شریف قصور اور لائل پور سے ہوکر واپس آستانہ عالیہ میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ جملہ صاحبزادگان عالی مقام آستانہ عالیہ میں تشریف فرما ہیں۔

عالی جناب مولانا الحاج مولوی محمد حسین صاحب بی۔ اے قصوری کا عرس شریف [illegible] زیر سرپرستی اعلیٰ حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علیپوری جس میں قرآن خوانی۔ نعت خوانی اور اخبار پڑھیں گے۔

جناب پیر حسیبات محمد صاحب محمد امین سیالکوٹی اور ان والدین مرحوم کا سالانہ ختم شریف سیالکوٹ میں زیر صدارت عالی جناب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید اختر حسین [illegible] اعلیٰ حضرت جناب سجادہ نشین صاحب نہایت ہی شاندار منعقد ہوا۔ جس کی کیفیت [illegible]

کاغذ ہائے نیوز پرنٹ کاغذ۔ [illegible] صحافیوں کی روزافزوں تکلیف اور بیکاری۔ حکومت کے ارباب اقتدار کے ارشادات کی تعمیل ہے درپے درخواست ہا۔ جواب در جواب

یاران طریقت اور خریداروں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ براہ کرم بقایا چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرماکر مشکور فرمادیں۔ اور نئے خریدار مہیا فرماکر سرکار علی پوری [illegible] العالی کا فرمان ہے۔ کہ میرے تمام ملنے والے یار رسالہ انوار الصوفیہ خرید فرمادیں۔ اس لئے یاران طریقت کا فرض ہے کہ وہ رسالہ انوار الصوفیہ کا خریدار بن کر اس کی امداد کریں۔

مہر حمید الحق مینیجر